يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ

ترجمان دہلی

پندرہ روزہ

مدیر
ابو الکلام احمد

مولانا محمد داؤد راز مرحوم

موت کا جام تو ہر ایک کو پینا ہے۔ اور شب و روز کی گردشوں میں ہم ایک ایسے گھاٹ کی طرف بڑھے جا رہے ہیں جس پر ہر متنفس کو اترنا ہے۔ لیکن بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنی موت کے ساتھ ایک تاریخی ورق کو الٹ دیتی ہیں اور ان کی موت پر سینکڑوں یادوں کی بساط لپیٹ دی جاتی ہے۔ مولانا محمد داؤد راز مرحوم ایسی ہی شخصیتوں میں سے ایک تھے جو ابھی چند ایام قبل اس عالم فانی کو چھوڑ کر عالم باقی ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مولانا مرحوم کی علمی اور عوامی انداز کی گراں قدر خدمات تھیں جنہیں وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کو بال بال جنت عطا فرمائے۔ آمین۔

(ادارہ)

بدل اشتراک ــــــــــــ ۱۵ روپے

غیر ممالک سے ــــــــــــ ۵ پونڈ یا ۱۰ ڈالر

۱۵ دسمبر ۱۹۸۱ء

ابوالکلام احمد

جزاء کا نظام

دنیاوی زندگی میں انسان خیر یا شر کا مرتکب ہوتا ہے۔ صلاح و فساد کا مبداء [illegible] کی ذات ہے۔ اور اسی اعتبار سے نوع انسانی دو فریق میں بٹ گئی ہے۔ ایک مومنین ہیں اور دوسرے کفار۔ خیر و شر اور بھلے برے کاموں کا ایک ہی شخص یا فریقین سے صادر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ایک اور عالم بھی ہے جہاں بھلائی کا اچھا بدلہ نیکو کاروں کو اور برائی کا برا انجام بدکاروں کو ملے گا۔ کیوں کہ اس دنیا میں نیکی کا مکمل بدلہ اور برائی کی پوری سزا ممکن نہیں ہے۔ اسی مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات میں بیان فرمایا ہے۔

کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیامۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیاۃ الدنیا الا متاع الغرور (آل عمران)

ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے۔ اور یہاں تم اپنے بدلے پورے پورے دیے جاؤ گے قیامت کے دن پس جو شخص جہنم سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا تو کامیاب ہوا اور دنیاوی زندگی نہیں ہے مگر دھوکہ کی پونجی۔

[illegible] موت ہی ممکن ہے جب مرنے کے بعد انسان دوبارہ زندہ کیا جائے اور فرمایا۔

انہ یبدؤ الخلق ثم یعیدہ لیجزی الذین امنوا وعملوا الصلحت بالقسط والذین کفروا لھم شراب من حمیم وعذاب الیم بما کانوا یکفرون (یونس)

یقیناً وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر دوبارہ پیدا کرے گا۔ تاکہ ان لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے اور جنہوں نے عمل صالح کئے عدل کے ساتھ۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے گرم پانی پینا ہے۔ اور دردناک عذاب ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ کفر کرتے تھے۔

اعمال کے اسی اختلاف اور ان پر مرتب ہونے والے بدلے کو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ذکر کیا ہے۔

ان سعیکم لشتی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی (سورۃ واللیل)

بیشک تمہاری کوششیں مختلف ہیں تو جس شخص نے (مال) دیا اور ڈرا اور جنت کی تصدیق کی ہم اس کو آسانی کی توفیق دیں گے۔ اور جس نے بخیلی کی اور بے پروا ہوا اور جنت کو جھٹلایا ہم اس کو سختی کیلئے آسانی دیں گے۔ اور اس کا مال اس کو فائدہ نہ دے سکے گا جب ہلاک ہو جائے گا۔

تکالیف شرعیہ سے بھی ایک دوسری زندگی کے وجود پر استدلال کیا گیا ہے جو شخص ان احکام کی صحیح بجا آوری کریگا اس کو بہتر بدلہ ملے گا۔ اور ان کو پس پشت ڈالنے والے کو برے بدلے سے دوچار ہونا پڑے گا۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب انسان ایک دوسری زندگی سے ہمکنار ہو۔ کیوں کہ دنیاوی نظام قدرت سب کے لئے یکساں ہے۔ اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا وھو العزیز الغفور (ملک)

(اللہ) وہ ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھا عمل کرتا ہے۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے اور فرمایا:

افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون (مومنون)

کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ انسان بیکار پیدا نہیں کیا گیا۔ بلکہ وہ [illegible] مکلف ہے۔

ایحسب الانسان ان یترک سدی (قیامۃ)

کیا انسان گمان کرتا ہے کہ وہ بیکار چھوڑ دیا جائے گا۔

آخرت اور حشر و نشر کے اثبات میں یہ دو دلیلیں ذات سے [illegible] میں قرآن نے ذکر [illegible] کی طرف بار بار متوجہ کیا ہے کہ ان حقائق کو جان لینے کے بعد کوئی بھی شخص آخرت کے انکار کی جسارت نہیں کر سکتا۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اس کے بعد اور بھی شبہات و شکوک مروی ہیں [illegible] بات ہے مردود [illegible] کے ساتھ [illegible] جیسے [illegible] کی ایک [illegible] دنیا میں [illegible] جانوروں کے سبب [illegible] چھوڑے [illegible] دیانت کرتے تھے۔ اب انہوں نے

ابوالکلام احمد

درس قرآن

(تفسیر سورہ فاتحہ)

اسلامی دعوت کے تدریجی پھیلاؤ کے ساتھ [illegible] نام قبول کرتے [illegible] ترقی ہوتی اور [illegible] لوگوں کی پوری ایک جمعیت [illegible] اسلام [illegible] کے بعد [illegible] اسلام میں داخل ہونے [illegible] اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا۔

تو جب اللہ کی مدد آئے گی اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو داخل ہوتے اللہ کے دین میں فوج در فوج اسی صورت حال میں تمام لوگوں کو [illegible] کے علاوہ نماز کو پورا [illegible] سے [illegible] ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کی رخصت عطا [illegible] ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا انی لا استطیع ان اخذ من القرآن شیئا فعلمنی ما یجزئنی۔ یعنی میں کچھ بھی قرآن یاد نہیں کر پاتا ہوں۔ تو مجھے کچھ تعلیم فرمائیے جو میرے لئے کفایت کر جائے آپ نے [illegible] کہا کہو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس شخص نے عرض کیا یہ کلمات اللہ کی حمد و ثنا ہے اس میں مجھ کو کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ اللھم ارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی۔ بہر حال معذوری اور مجبوری کے درجے میں نمازوں کے اندر سورۃ فاتحہ پڑھنے کی رخصت ہے لیکن اس کو یاد کرنے کی جدوجہد فرض ہے۔ یہاں تک کہ موت اس کی زندگی کا خاتمہ کر دے۔ (تفسیر قرطبی)

(سورۃ فاتحہ کا آغاز)

متعدد صحابہ سے مروی ہے۔ کنا لا نعرف انقضاء السورۃ حتی تنزل بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کا نزول دو سورتوں کے درمیان فصل کرنے کے لئے ہوا اور بعض کا خیال ہے کہ تبرک کیلئے بسم اللہ کو ہر سورہ کے ابتداء میں لکھا گیا ہے۔ البتہ قرآن میں سورۃ براءۃ اور سورۃ انفال کے درمیان بسم اللہ موجود نہیں جس کی وجہ کی تفصیل [illegible] کی جاتی ہے۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ کے ذریعہ ہر کام کی شروعات کی ترغیب دی ہے آپ نے فرمایا کل امر ذی بال لم یبدا فیہ ببسم اللہ الرحمن الرحیم فھو اجذم او ابتر یعنی جو اہم یا شاندار کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ ناقص ہو گا اس طرح امت مسلمہ کے ہر ہر فرد پر ضروری ہو گیا کہ وہ کاموں کو انجام دینے سے پہلے اللہ کا نام لیں اس سے طلب برکت و مدد کی تعلیم ہے۔

بسم اللہ کی فضیلت۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا ہے آپ نے فرمایا۔ ھو اسم من اسماء اللہ وہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور فرمایا کہ بسم اللہ اور اللہ کے اسم اعظم کے درمیان اتنا قرب ہے جتنا آنکھ کی سیاہی اور سفیدی کے درمیان۔ بسم اللہ ہر کام کے آغاز میں ضروری ہے جیسے وضو، کھانا، قضائے حاجت کرنا، بیوی سے مباشرت اسی طرح اپنی ہر تحریر و تقریر کے آغاز میں۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہنا فرض ہے، غرض یہ کہ مومن کی زندگی کے تمام حرکات و اعمال بسم اللہ کے ساتھ مربوط ہیں۔ اس سلسلہ کی احادیث (ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری) سعید بن جبیر سے مروی ہیں جو کتب صحاح ستہ میں موجود ہیں۔

اس کا ان سے دنیا کے سب سے زیادہ قدیم کتبے کا ایک ڈھانچہ دریافت کیا ہے اس کی [illegible] آنکھیں اور سینے کی ہڈیوں کا ایک پنجر ملا ہے سائنس دانوں کا خیال ہے کہ [illegible] کتبے کا [illegible] کروڑ سال پرانا ہے۔ [illegible] کا کہنا تھا کہ جب ہم مرنے کے بعد سڑ گل جائیں گے اور ہمارا وجود خاک ہو جائے گا تو اس وقت ہم کس طرح دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ ان کا یہ خیال صرف عقل کی کسوٹی پر بھی ثابت نہیں۔ کیوں کہ جس ذات نے بغیر کسی مثال اور نمونہ کے ہمیں پیدا کیا وہ دوبارہ زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں ہو سکتا جبکہ یہی دائمی ہے کہ اعادہ آسان ہے اس خیال کی تردید جدید انکشافات سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ [illegible] کے واقعہ سے معلوم ہوا قطع نظر اس سے کہ اس واقعہ میں کس حد تک صداقت ہے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث یاد آتی ہے جس میں آپ نے فرمایا و لیس من الانسان شی الا یبلی الا عظما واحدا وھو عجب الذنب ومنہ یرکب الخلق یوم القیامۃ

ترجمہ: اور انسان کے جسم کا ہر حصہ سڑ گل

باقی ص [illegible] پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پندرہ روزہ ترجمان دہلی

ایڈیٹر پرتاپ کی مسلم آزاری

آج کل دہلی کے در و دیوار اور گھروں میں متعدد اشتہارات ایسے آویزاں نظر آ رہے ہیں جن میں کچھ اس طرح کے فقرے تحریر ہیں کہ گستاخ ایڈیٹر کو گرفتار کرو۔ دریدہ دہن گستاخ ایڈیٹر پرتاپ کو فلاں صاحب کی قیادت میں اور جمعہ ۵ر دسمبر کو متعدد مسلمان رہنماؤں کی قیادت میں ایک جلوس بھی نکالا گیا جو تقریباً ۵۰ ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ یہ جلوس جامع مسجد دہلی سے چل کر بوٹ کلب پہنچا جہاں امام جامع مسجد سید عبداللہ بخاری کی ایک پر جوش تقریر ہوئی۔ اس جلوس کا مقصد احتجاج تھا اس مضمون کے خلاف جس میں ایڈیٹر پرتاپ نے خدا وند پاک اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تھی۔ اس مضمون کا عنوان "مسلم سماج میں عورت کی حیثیت" تھا پورے اداریہ میں اسلامی نظام کا مذاق اڑانے کی کوشش کرتے ہوئے ایڈیٹر نے لکھا مسلم سماج حضرت محمد کا قائم کیا ہوا تھا اور حضرت کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر جنتی کے دن فرصت میں گھڑا تھا۔ یہ جملہ جس میں اس نے نہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخی کی ہے، مسلمانوں کے جذبات کو سخت مجروح کرنے والا جملہ ہے۔ اسی بنیاد پر مسلمانوں میں غیظ و غضب کی لہر پیدا ہوئی اور یہ غیظ و غضب اب تک ان میں موجود ہے۔ پرتاپ کا بائیکاٹ بھی مسلمانوں کی طرف سے ہوا ہے۔

اس اداریہ میں ایڈیٹر نے ایک مسلمان عورت کا تذکرہ کیا ہے جس کے شوہر کا چال چلن اچھا نہیں تھا اور وہ اپنی بیوی کو دبا کر رکھنا چاہتا تھا۔ عورت بعد میں ہندو ہو گئی۔ اور اس نے اپنی تمام کہانی ایڈیٹر پرتاپ کو سنائی۔ مجھے اس پوری تحریر کو پڑھنے کے بعد ایک مناظرہ آج سے ۴۰، ۵۰ سال قبل کا یاد آیا جس میں مولانا امرتسری کے بالمقابل چند پادری تھے اور پنڈت حضرات سے مناظرہ میں خاص موضوع طلاق کا مسئلہ تھا مولانا امرتسری نے جلال میں آ کر فرمایا تم طلاق کے مسئلہ کو جس نقطۂ نظر سے دیکھ رہے ہو وہ ہمیں جلنا پڑے گا۔ وہ دن دور نہیں جب عیسائیوں کی طرح تم بھی طلاق کو قانون کی راہ سے اپناؤ گے چنانچہ ان کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی۔ اور ہندوؤں کو بھی طلاق کی قانونی حیثیت کو ماننے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔

ایڈیٹر پرتاپ کے بارے میں انہی کالموں میں پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اس کو مسلمانوں کے مسائل نے پریشان کر رکھا ہے اور گویا اس کا اپنا پیدائشی فرض ہے کہ مسلمانوں کے بارہ میں کچھ نہ کچھ لکھتا رہے۔ فرض کیجئے ایک مسلمان مرد ایسے راہ زنی ہو کر اس کی بیوی طلاق پانے کے لئے انتقامی کارروائی کے طور پر ہندو ہو گئی یا کسی ہندو سے شادی کر لیا۔ تو کیا یہ کوئی انجوبہ ہے جس کی تشہیر ضروری تھی اور مسلم سماج کی قدروں کو اسی ایک واقعہ کے معیار سے جانچنا کب ملاکا گیا ہے۔ مجھے تو یقین ہے کہ ایڈیٹر پرتاپ نے یہ واقعہ گھڑا ہے۔ حقیقت سے اس واقعہ کا تعلق نہیں معلوم ہوتا۔ لیکن میرے سامنے بہتیری ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ہندو عورت نے اپنی کامیاب جنسی تسکین کے لئے مسلمان سے شادی کی ہے۔ اور پرتاپ کا ایڈیٹر ایک روزنامہ کا ایڈیٹر ہے کیا اسے نہیں معلوم کہ ہندو سماج میں خود سوزی، خودکشی کے کیسے واقعات ہوتے ہیں بلیدان کے نام پر کتنے انسانوں کا خون ہوتا ہے۔ جہیز کے لئے کتنی ہندو عورتیں زندہ جلا دی جاتی ہیں کیا اس کا ایک جائزہ ایڈیٹر پرتاپ کی جہالت کو دور کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔

دہلی میں اپنے ہندو بھائیوں کے خون سے ہولی نہیں کھیلی گئی اور مسلسل اس طرح کے واقعات وجود میں آتے رہتے ہیں کیا ان کی بنیاد پر ہندو سماج یا دھرم کی تنقیص و توہین کی جائے۔ مجھے چند ماہ پیشتر کی ایک خبر یاد آتی ہے جو کہ پرتاپ میں شائع ہوئی تھی۔ اس میں بتایا گیا تھا کہ عرب ملکوں میں عورتوں کا قتل ہو رہا ہے۔ اگر کسی عورت نے کسی دوسرے مرد سے بات چیت کر لی تو بھی وہ قتل کر دی جاتی ہے۔ ہمارے ملک کا پرتاپ جیسا کچھ سے اس کی اصلاح کے بجائے عرب ملکوں کی اصلاح کے چکر میں پڑنا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ یا تو اس نے یہ خبر کا مقصد عرب حکمرانوں کو خواہ مخواہ بدنام کرنا ہے اور میں پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس طرح کے واقعات مسلم ممالک میں نہیں ہوتے۔ ہاں اگر کسی عورت سے زنا سرزد ہو جائے تو بیشک اسے سنگسار کیا جاتا ہے جو ایک اسلامی حکم ہے اور میرا چیلنج ہے کہ سماج کو اس طرح کے برائیوں سے پاک کرنے کا یہ حد درجہ مؤثر ہے۔ ہندوستان میں عورتوں کی ایک شکایت ہے اس طرح کی خبر ہی اچھی شمار کی جاتی رہی۔ ایڈیٹر پرتاپ کو اپنے ملک کی خبر لینی چاہئے جہاں ہر روز اس طرح کی خبریں آتی رہتی ہیں۔ [illegible] وجہ غیرت ہے۔ [illegible] ہندوستانی عورتیں بدکاری جیسے پاپ کا ارتکاب کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں اگر سماج ایسا ہے تو یہ صورت حال اور خیال اسے مبارک ہو۔ اسلام میں زنا کو قتل سے بھی زیادہ گھناؤنا جرم قرار دیا گیا ہے جبکہ کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو مقتول کے ورثہ کو قصاص، دیت اور عفو کا اختیار دیا گیا ہے لیکن زنا میں ثبوت کے بعد صرف رجم کرنا باقی ہے۔

میں یہاں ان عجیب و غریب حقائق کو دہرانا نہیں چاہتا جو جنسی خواہشات کی تسکین کے سلسلہ میں بے راہ روی کی شکل میں ہندو دھرم کی تعلیم میں ہیں۔ جو لوگ اخبارات دیکھتے ہیں ان کی نظروں سے بعض مشہور لیڈروں کا وہ بیان ضرور گزرا ہوگا جس میں ہندو مذہب کے تعلق سے اس بات کا ذکر موجود تھا کہ کوئی باپ اپنی جنسی تسکین حقیقی بیٹی یا اسی طرح کی عورتوں کے ساتھ کس نقطہ نظر سے کر سکتا ہے۔ بہر حال ہندوستانی سماج خواہ اس کا تعلق مسلمانوں سے ہو یا ہندوؤں سے یا کسی اور سے اس میں گھناؤنے واقعات ہوتے ہیں یہ تمام ہندوستانیوں کے لئے باعث شرم اور ان کا مرکز زحمت ہیں۔ اس میں کوئی ایسی تفریق کرنی جس طرح کی تفریق ایڈیٹر پرتاپ نے کی ہے باہمی نفرت و عداوت کو جنم دینے کا باعث ہے اس سے احتراز کرنا چاہئے۔ ایڈیٹر پرتاپ کی دریدہ دہنی کا جواب تو یہ ہو سکتا ہے کہ مسلمان اس کے پرچہ کا مکمل بائیکاٹ کر دیں اور اگر ممکن ہو تو عدالتی چارہ جوئی کے ذریعہ اس فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے والے منحوس ایڈیٹر کے قلم پر قدغن لگانے کی کوشش کریں۔ ویسے میں سمجھتا ہوں کہ پرتاپ کا ایڈیٹر اپنی فطرت سے باز نہیں آ سکتا۔ اور مسلم آزاری کے بغیر اسے چین میسر ہو سکتا ہے نہ سکون، تبھی اس کی اخباری دکان ہری بھری رہ سکتی ہے۔ اور کتے کی دم ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہے گی۔

ہمارا مذہب اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ کسی دوسرے مذہب کی توہین و تنقیص کی جائے یا کسی دھرم کے مذہبی رہنماؤں کے بارے میں جرح کیا جائے۔ ورنہ پرتاپ کے ایڈیٹر کو بتایا جاتا کہ تمہارے ایشور جگتوں کا آپس میں کیا عالم رہا ہے؟ اور خود ہندو سماج آج کس طرف جا رہا ہے کہاں جا رہا ہے۔

محمد عابد سائیکل ڈیلر

[illegible] ہر قسم کی سائیکلیں اور سائیکل پارٹس نہایت مناسب داموں پر دستیاب ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

پتہ: [illegible] پوسٹ [illegible]

تقویٰ نہ کہ شوروغل

مولانا وحید الدین خاں

قرآن میں [illegible] مسجد حرام کے [illegible] لوگ [illegible] متقی ہیں [illegible] مشرکین [illegible] الانفال ۳۴-۳۵ [illegible]

[illegible] مشرکین [illegible] اس [illegible] اصل عبادت [illegible] جب کہ آج [illegible] قرآن نے مشرکین کے [illegible] اور سیٹی [illegible] جنھوں نے [illegible] عبادت [illegible] تقویٰ [illegible]

[illegible]

[illegible] دیکھ کر ایک درد مند شخص کہہ اٹھا تھا۔ [illegible] اسلام سمجھ لیا ہے۔

پامال کرنے کھونا پڑتا ہے۔

طبرانی نے کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ متغیر ہے۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: میرے پیٹ میں تین دن سے کوئی چیز داخل نہیں ہوئی جو کسی جگر والے کے پیٹ میں داخل ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا تو میں نے دیکھا کہ ایک یہودی اپنے اونٹ کو پانی پلا رہا ہے۔ میں نے اس کی مزدوری کی اور ایک ڈول پر ایک کھجور [illegible] کھجوریں لے کر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا: من این لک یا کعب (اے کعب یہ کھجوریں تم کو کہاں سے ملیں)۔ میں نے پورا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: اے کعب کیا تم مجھ سے محبت رکھتے ہو۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہاں۔ آپ نے فرمایا: وہ بندہ جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے تو فتنہ اس کی طرف اس سے بھی زیادہ تیزی سے آتا ہے جیسے سیلاب اپنے بہاؤ کی طرف (اَسرع الی من یحب اللہ ورسولہ [illegible] الیہ من [illegible] علی وجہہ)

دنیوی مصلحتیں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔

[illegible] کا عیسائی [illegible] کے [illegible] مدینہ آیا [illegible] ان [illegible] ابوحارثہ [illegible] پادری [illegible] ان [illegible] العلم [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تھا۔ [illegible] پادری نے جواب دیا [illegible] اللہ [illegible] جانتے ہیں [illegible] بشارت [illegible] عطر [illegible]

کا اقرار کیوں نہیں کرتے۔ پادری نے کہا:

لولا ما صنع بنا هولاء القوم شرفونا وموّلونا واکرمونا وقد ابوا الا خلافه فلو فعلت نزعوا منا کل ما تری (ابن اسحاق بحوالہ البدایۃ والنہایۃ)

مجھ کو یہ بادشاہ جو مال دیتے ہیں اور ہماری عزت کرتے ہیں۔ اگر میں محمد کو مان لوں تو یہ ساری چیزیں وہ ہم سے چھین لیں گے۔

قربانی سے آگے بڑھ کر قربانی دینا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے ساتھ بدر کے لئے نکلے۔ روحاء پہنچ کر آپ نے قیام کیا اور لوگوں کے سامنے [illegible] آپ نے پوچھا: کیف ترون [illegible] سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے [illegible] نے التفات نہیں فرمایا [illegible] دوبارہ فرمایا [illegible] عمرؓ اٹھے مگر آپ نے التفات نہیں فرمایا اور پھر کہا "تمہاری کیا رائے ہے"۔ اب سعد بن معاذ انصاری اٹھے۔ انہوں نے کہا:

واللہ لکاننا تریدنا یا رسول اللہ فقال: اجل

خدا کی قسم شاید آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے اے خدا کے رسول۔ آپ نے فرمایا "ہاں"۔ اصل یہ ہے کہ انصار نے آپ سے بیعت [illegible] کی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ مدینہ میں آپ کی حفاظت کریں گے۔ مگر [illegible] جا کر دشمن [illegible] بیعت میں شامل نہ تھا۔ اس لئے ان سے پوچھنا ضروری تھا۔ مقداد بن عمروؓ نے کہا:

انا لا نقول لک یا رسول اللہ کما قال قوم موسیٰ لموسیٰ علیہ السلام اذهب انت وربک فقاتلا انا ههنا قاعدون (البدایۃ والنہایۃ)

اس وقت ہم آپ کو اس طرح نہیں کہیں گے جیسا کہ موسیٰ کی قوم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جاکر لڑو ہم تو یہاں بیٹھے رہیں گے۔

سعد بن معاذؓ نے کہا: ہم آپ سے عہد کر چکے ہیں کہ ہم آپ کی سنیں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے۔ اے خدا کے رسول، اپ جس چیز کا بھی آپ کا ارادہ ہو اس کی طرف آپ بڑھئے۔ ہم اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ ہم کو حکم دیں کہ ہم اپنی سواریاں سمندر میں گھسا دیں تو ہم ان کو سمندر میں گھسا دیں گے۔ اگر آپ حکم دیں کہ ہم اپنی اونٹنیاں [illegible] کر برک غماد (یمن) تک لے جاتے ہوئے ان کو تھکا دیں تو ہم ایسا ضرور کریں گے، ہمارا ایک آدمی بھی پیچھے نہ ہٹے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا چلو اللہ نے تمہارے لئے فتح ونصرت کا فیصلہ کر دیا ہے۔

زندگی اس کے لئے ہے جو موت سے نڈر ہو جائے۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک بار اسلامی سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے خالد موت کے شیدائی بن جاؤ تم کو زندگی مل جائے گی۔ (یا خالد احرص علی الموت توهب لک الحیاۃ)

وہ چیز جو آدمی کے اندر گہری تبدیلی پیدا کرے۔

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوہریرہ، پرہیزگار بنو تم سب سے زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے۔ قانع بنو تم سب سے زیادہ شکر کرنے والے بن جاؤ گے۔ اور لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو تم ایمان والے ہو جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی کے ساتھ بہتر پڑوسی بن کر رہو تم اسلام والے ہو جاؤ گے۔ اور ہنسی کم کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے۔

یا اباهریرۃ کن ورعا تکن اعبد الناس، واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مؤمنا واحسن جوار من جاورک تکن مسلما، واقل الضحک فان کثرۃ الضحک تمیت القلوب (ابن ماجہ)

توبہ نام ہے اپنے کئے پر پچھتانے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا التوبۃ الندم یعنی توبہ یہ ہے کہ آدمی نے جو کچھ کیا ہے اس پر اس کو شرمندگی ہو۔

••

جھوٹ ہر برائی کی جڑ ہے

اَصَحُّ الکُتُب

بعد کتاب اللہ البخاری

علامہ احسان الٰہی ظہیر کی زیر ادارت شائع ہونے والا رفیع علمی رسالہ ترجمان الحدیث کا یہ مضمون [illegible] کے شکریہ کے ساتھ پیش [illegible] ادارہ

ماہرین فن حدیث نے جانچ پڑتال کے بعد کتب حدیث کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے ناظرین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے تاکہ جہاں تک بھی ہو سکے قارئین حاصل کر سکیں۔ [illegible] محدثین خصوصاً کتب الحدیث کا لکھنے کا بھی [illegible] پوچھا جاتا ہے۔

امام فن حدیث حضرت نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

واقف المسند البخاری جیدہ

یعنی نسائی فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں وہ سب کی سب صحیح ہیں۔

امام فن حدیث حضرت علامہ ابو داؤد اپنے رسالہ میں تحریر کرتے ہیں۔

[illegible] حضرت [illegible] فی کتب الحدیث اجتمع الناس علی تواترہ

یعنی میں نے سنن ابو داؤد میں [illegible] حدیث درج نہیں کی جب تک [illegible] تمام علماء حدیث کا اتفاق ہو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

عرضت ھذا الکتاب علی علماء الحجاز والعراق وخراسان فرضوا بہ ومن کان فی بیتہ ھذا الکتاب فکانما فی بیتہ نبی یتکلم [illegible]

یعنی میں نے سنن ترمذی کو حجاز، عراق اور خراسان کے علماء حدیث پر پیش کیا تو سب نے اس کو پسند کیا، اور جس گھر میں سنن ترمذی موجود ہو گی تو اس گھر میں نبی علیہ السلام گفتگو فرماتے ہیں۔

جہاں تک کتب احادیث صحیحہ کا تعلق ہے امام مسلم علیہ الرحمۃ [illegible] بخاری شریف کے [illegible] حدیث لب کشائی [illegible] کی وجہ سے صحیح بخاری کے متعلق [illegible] تفصیل سے [illegible] امام بخاری کے استاد [illegible]

فی الحدیث والفقہ امام [illegible] نے اپنے شاگرد [illegible]

[illegible] کتاب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت [illegible] کتاب [illegible]

امام بخاری نے احادیث کے [illegible] پر [illegible] صحیح [illegible] احادیث [illegible] الصحیح البخاری [illegible]

امام [illegible] نے اپنے استاد کے [illegible]

الحدیث فی صحیح الجامع [illegible]

یعنی [illegible] کی [illegible] اس کے متعلق [illegible] فرماتے ہیں

صنفت ھذا الکتاب [illegible] وما ادخلت فیہ حدیثا حتی [illegible] [illegible] ثم صلیت رکعتین [illegible]

یعنی میں نے اپنی کتاب صحیح بخاری [illegible] میں تصنیف کی ہے [illegible] حدیث [illegible] نقل [illegible] اس کی صحت [illegible] اس کا نام الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ رکھا

مزید تفصیل کے لئے مقدمہ فتح الباری ملاحظہ فرمائیے۔

اکثر و بیشتر علماء سلف الٰہی حدیث کے ماہرین [illegible] میں سے بعض کا فیصلہ صحیح بخاری کے متعلق ملاحظہ فرمائیے۔

[illegible] رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اجود [illegible] الکتب [illegible]

[illegible]

[illegible] الصحیح [illegible]

[illegible]

لکن [illegible] متفق علیہ [illegible] عن [illegible]

[illegible] فی الصحیح [illegible]

[illegible]

وشد [illegible]

واصلح [illegible]

[illegible]

امام بخاری [illegible] مسلم [illegible]

[illegible] امام مسلم [illegible] روایات میں [illegible]

ھیں۔

ما الفق [illegible] البخاری [illegible] فی قبیل ما یقطع بصحتہ لتلقی الامۃ کل واحد من کتابیھما بالقبول [illegible] ابن صلاح۔

یعنی امام بخاری جن روایات میں منفرد ہیں یا امام مسلم جن روایات میں منفرد ہیں وہ احادیث بھی قطعی الصحت ہیں۔ اس کے [illegible]

[illegible] کتاب کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

امام [illegible] فرماتے ہیں

[illegible] الاصح [illegible]

[illegible] احادیث [illegible]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

فاعلم ان [illegible] [illegible] البخاری [illegible] سائر الکتب المصنفۃ [illegible] الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری [illegible]

(مقدمہ)

باقی صفحہ [illegible] پر

علامہ ابن قتیبہ

ابوالکلام احمد

ابن قتیبہ فرماتے ہیں رات کی تاریکی میں لیبا اوقات قافلے صحیح راہ گم کر جاتے ہیں۔ اتفاقاً صحرا اور بیابان میں کسی قافلے کا ایسی صورت حال سے دو چار ہونا کس قدر مایوس کن ہوگا۔ یاس و ناامیدی کا انہیں حالت کے قریب پہنچا دیتا ہے یہیں اس وقت کوئی ستارہ طلوع ہوتا ہے جسے دیکھ کر قافلہ اپنا صحیح سمت سفر متعین کرتا ہے اور اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح کے ایک واقعے کے سلسلے میں ابن اعرابی کا شعر ہے۔ تعلن بالفرقد ... الراکب بالفقر فرقد ستارے کو دیکھ کر اعرابی قافلہ کسی کی صدا میں ... جیسے ... الاسرا لبیک کہہ کر ... ہے۔

اس شعر میں ایک اعرابی قافلہ کا ذکر ہے جو صحیح راستے سے بھٹک گیا تھا۔ اور حیرت و اضطراب میں ہلاکت کے قریب پہنچ گیا تھا کہ ہی ایک فرقد ستارہ طلوع ہوا جس سے ان کو اپنا صحیح سمت سفر معلوم ہوگیا۔ ابن قتیبہ نے صحرائی لوگوں کے علم نجوم کو تجربہ اور مشاہدہ کے زیادہ موافق پایا۔ اور اس حیثیت سے بھی فلاسفہ کی خیالی ... عرب میں جو عربوں میں نجوم کا سب سے زیادہ ... جو طلب اور جو ... ہیں۔ جو ... میں بھی اس کی ایک ... کہ نجوم کا زیادہ ... ماہر ... سمجھتے ہیں۔ اسی طرح ... ہیں ... ایک سرگزشت بیان فرماتے ہیں کہ کسی رات کو صحرا کے ... میں ایک ... کا میل ساتھ ہوگیا ہیں ... عرب لوگوں کا گروہ ... ستاروں کے ... گرد ... کو ... دیکھتے ... بتایا لیا اوقات ستارے کو دیکھا اس کا نام بھی بتا اور ... کہ ... رکھ ... کبھی کہتا ... فلاں ستارے کی طرف کرو تاکہ تم ... سکو تو ہم نے دیکھا کہ ستارے لوگوں کو انکی منزل مقصود پر پہنچانے میں رہنمائی کرتے ہیں جس طرح ٹھیک سڑکوں کے نشانات چلنے والوں کو رہنمائی دیتے ہیں عربوں کو علم نجوم کی اس لئے بھی ضرورت تھی کہ وہ بارش اور سبزیوں کی پیدا گی کا وقت معلوم کرتے اور ... آپ ... کیا جیتے ... اور ... طرح کے مقامات پر سال کا ایک ... ساحت گزار دیتے۔ اس کے علاوہ ... کے اوقات معلوم کئے جاتے اور دودھ ... پانی کی قلت اور کثرت ... زیادہ ... مویشی ... اس ... جن ... اوقات جاننے کے لئے ان کا انحصار ستاروں کے طلوع اور غروب ہی پر تھا۔ کبھی کبھی ایسے حالات بھی پیدا ہو جاتے ہیں جنہیں شہروں اور قصبات وغیرہ کے رہنے والے لوگوں کو بھی ستاروں کے ذریعہ رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت ہو جاتی ہے جیسے خشک سالی یا ہریالی بارش کی آمد آمد برسانے والی پہلی بارش جیسے پانی سے بوجھل ہواؤں کی علامتیں اور سورج کے طلوع و غروب زوال فجر کاذب فجر صادق شفقین کے وقتوں کو اور سمت قبلہ کو جاننے کے لئے انکا اعتماد ستاروں پر تھا۔ ابن قتیبہ فرماتے ہیں میں نے اپنی اس تصنیف کتاب الانواء میں فن نجوم کے نادر اور معرکۃ الآرا مسائل بیان کئے ہیں جنہیں بعض نے ضائع اور بعض میں نے اپنے اعتماد کی بنیاد اس میں ہے بعض کو میں نے اشعار عرب سے مستخرج کیا ہے۔ اور جہاں کسی شاعر کا مطلب مجھے معلوم ہوا میں نے اس پر مواخذہ کیا ہے۔ پھر بھی میں اپنے کو خطا اور لغزش سے محفوظ نہیں سمجھتا۔ اور ہر جگہ کبھی کا و فوق کل ذی علم علیم ہر علم والے سے بڑھ کر کوئی دوسرا عالم ہوا کرتا ہے۔ ابن قتیبہ کتاب الانواء میں اپنی بعض تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ مثلاً ماان مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اور الاقوۃ کے تحت ابو عبیدہ کی ایک رائے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں ... قد بینت فساده فی کتابی المولف فی تاویل مشکل القرآن یعنی میں نے اس رائے کی غلطی کو اپنی تالیف تاویل مشکل القرآن میں واضح کردی ہے اس کے علاوہ انکی تالیف کتاب الخیل ... اور کتاب الوحوش کا حوالہ بھی کتاب الانواء میں موجود ہے۔

۱۱ کتاب فضل العرب والتنبیہ علی علومہا علامہ ابن قتیبہ نے اپنی اس تالیف کا ذکر کتاب الشعر والشعراء اور عیون الاخبار میں کیا ہے۔ اور اس سے کچھ اقتباس شعر کی تعریف کرتے ہوئے دیا ہے۔ کتاب فضل العرب کا ایک حصہ محمد کرد علی کا مرتب کردہ کتاب رسائل البلغاء میں چھپ چکا ہے۔

۱۲ کتاب المیسر والقداح اس کا ذکر ابن قتیبہ کی کتاب اصلاح الغلط میں موجود ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں وقد ذکرت عنہ فی کتاب المیسر ... هذا الشرح ... هذا الکتاب الا تجاوز ... مقدار ما ذکرنا ... اثرت ان تعرف المیسر وکیفیۃ ... ما ذکرتہ فی هذا ... الکلام ... بوضوح تعرف فی ذالک ... انشاء اللہ

ترجمہ۔ میں نے اس کا ذکر زیادہ تفصیل کیا ہے کتاب المیسر میں کیا ہے۔ اگر آپ جوا اور اس کی کیفیات تفصیل کے ساتھ جاننا چاہو تو میری اس کتاب کا مطالعہ کرو۔ یہ کتاب ۱۳۴۳ھ میں ... مصر میں طبع ہو چکی ہے

بقیہ اصح الکتب

یعنی پس تو جان کہ جمہور محدثین کے نزدیک یہ بات قرار پا چکی ہے کہ تمام کتب مصنفہ پر صحیح بخاری مقدم ہے اور جمہور محدثین نے یہاں تک کہا ہے کہ قرآن حکیم کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب صحیح بخاری ہے۔

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:۔

اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیهما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وانهما متواتران الی مصنفیهما وانه کل من یهون امرهما فهو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین (حجۃ اللہ)

یعنی علمائے محدثین نے اس امر پر اتفاق کیا ہے تمام مرفوع متصل حدیثیں جو بخاری و مسلم میں ہیں، وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور تواتر کے ساتھ ان کے مصنفین تک پہنچی ہیں۔ اور صحیح بخاری و مسلم، حقیقت ہے کہ جو شخص بخاری اور مسلم کی کسی امر میں توہین کرتا ہے وہ بدعتی ہے اور مومنین کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔ اکثر علماء احناف کی زیادہ تر کوشش رہی ہے کہ جو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مذہب کے خلاف ہے اس کی تاویل بذریعہ نسخ یا تخصیص یا تضعیف کی جائے اور اپنی مستدل روایت کی توثیق و تائید عقلی و نقلی طور پر کی جائے۔ چاہے وہ روایت درایۃً اور روایۃً محدثین کے نزدیک بالکل ضعیف ہو اس پر بھی محققین علمائے احناف صحیحین کی حدیثوں کے قطعی الثبوت ہونے سے انکار نہ کر سکے۔ چنانچہ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے فیض الباری میں حافظ ابن حجرؒ، علامہ سرخسی حنفی، علامہ ابن تیمیہؒ اور امام ابن صلاح وغیرہم محققین کی جماعت کی یہ تحقیق لکھتے ہوئے کہ صحیحین کی حدیثیں قطعی الثبوت ہیں۔ اپنا فیصلہ یہ لکھتے ہیں۔

"ان رأیهم هو رأیی"

یعنی جو ان محققین کا فیصلہ ہے وہی میرا فیصلہ ہے۔

پس جو شخص بھی بخاری و مسلم کی کسی حدیث پر بھی شک و شبہ کرے اور کسی طرح بھی ان کا توہین کرے وہ بدعتی ہے۔ اور مومنین کے صحیح راستے سے ہٹا ہوا اور گمراہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

مذکورہ بالا دلائل اور حقائق کی روشنی میں میری (بندۂ ناچیز) کی تمام ملت اسلامیہ کے حضرات اور توحید و سنت اور قرآن و حدیث کے جاں نثاروں اور فرمانبرداروں کی خدمت میں اپیل ہے کہ آپ حضرات منکرین حدیث کی گروہ کن تحریک سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھئے اور اپنے رفقاء کرام کو بھی علیحدہ رہنے کی تلقین کیجئے۔ ورنہ مجھے خوف ہے کہ جن صحابہ کرام و بزرگان دین کی معرفت حدیث رسول اللہ ﷺ تک پہنچی ہیں۔ ان ہی صحابہ کرام و بزرگان دین کی معرفت کلام خدا (یعنی قرآن کریم) بھی ہم تک پہنچا ہے۔

پس آج جو منکرین حدیث افراد حدیث رسول اللہ کی صحت سے انکار کرتے ہیں اور شک و شبہ ظاہر کرتے ہیں۔ کل کو یہ حضرات کلام اللہ کے ساتھ یہی سلوک کرنے لگیں تو کوئی تعجب نہیں۔

پس اے توحید و سنت اور قرآن و حدیث کے فدائیو!

"اس نازک دور میں اپنے ایمان کی حفاظت کرو"۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن و حدیث کی خدمت و اشاعت کے لئے زندہ رکھے اور اسی قرآن و حدیث کی خدمت کرتے ہوئے دنیا فانی سے اٹھائے اور جاں نثاران قرآن و حدیث کے ساتھ قیامت میں محشور کرے آمین

— روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامۂ من نیز حاضر می شوم جامع بخاری در بغل

••

مولانا ابوالکلام آزاد

اسلامی سنہ کا آغاز واقعۂ ہجرت سے کیوں؟

اسلام کے ظہور سے پہلے دنیا کی متمدن قوموں میں متعدد سنہ جاری تھے۔ زیادہ مشہور یہودی، رومی اور ایرانی سنین تھے۔ عرب جاہلیت کی اندرونی زندگی اس قدر متمدن نہ تھی کہ حساب و کتاب کو کسی وسیع پیمانہ کی ضرورت ہوتی۔ بجز اس کے جاہلیہ کے "عام الفیل" تھا، یعنی شاہ حبش کے حجاز پر حملہ کرنے کا سال۔ ظہور اسلام کے بعد یہ اہمیت خود عہد اسلام کے واقعات نے لے لی۔ صحابہ کرام کا قاعدہ تھا کہ ظہور اسلام کے واقعات میں سے کوئی اہم واقعہ لیتے اور اسی سے حساب لگاتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی لیکن حضرت عمرؓ کی خلافت کا عہد شروع ہوا تو ممالک مفتوحہ کی وسعت اور دفاتر حکومت کے قیام سے حساب و کتاب کے معاملات زیادہ وسیع ہو گئے۔ اور ضرورت پیش آئی کہ سرکاری طور پر کوئی ایک سنہ ہجری کا تقرر عمل میں آیا۔ اس وقت تک واقعہ ہجرت پر سولہ برس گزر چکے تھے۔

احساس ضرورت اور مشورہ

سنہ ہجری کا تقرر عمل میں آیا تو کیوں؟ حضرت عمرؓ اور تمام صحابہؓ کا ذہن اس طرف گیا کہ اسلامی سنہ کی ابتدا واقعۂ ہجرت سے کی جائے۔

اس بارے میں متعدد روایتیں منقول ہیں سب سے زیادہ مشہور روایت میمون بن مہران کی ہے جسے تمام مورخین نے نقل کیا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک کاغذ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا جس میں شعبان کا مہینہ درج تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ شعبان سے مقصود کون سا شعبان ہے۔ اس برس کا یا آئندہ برس کا۔ پھر آپ نے سربرآوردہ صحابہؓ کو جمع کیا اور ان سے کہا۔ اب حکومت کے مالی وسائل بہت وسیع ہو گئے ہیں۔ اور جو کچھ ہم تقسیم کرتے ہیں وہ ایک ہی وقت میں ختم نہیں ہو جاتا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حساب و کتاب کے لئے کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ اوقات ٹھیک طور پر منضبط ہو سکیں۔ پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ اسلامی حکومت کی تاریخ کے لئے جو سنہ اختیار کیا جائے اس کی ابتدا کب سے ہو۔ سب نے اتفاق کیا کہ ہجرت کے برس سے کی جائے۔ چنانچہ سنہ ہجری قرار پایا۔

ابن حبان نے قرہ بن خالد سے ایک دوسری روایت بھی نقل کی ہے ایک دوسرے واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس یمن سے ایک عامل آیا تھا۔ اس نے کہا لکھنے پڑھنے میں آپ لوگ تاریخ نہیں لکھتے۔ اس طرح کہ فلاں بات فلاں سنہ میں واقع ہوئی اور فلاں مہینہ میں ہوئی۔ اس پر حضرت عمرؓ اور لوگوں کو اس طرف کا خیال ہوا۔ پہلے انہوں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کے وقت سے سنہ کا حساب شروع کریں۔ پھر خیال ہوا کہ آپ کی وفات سے شروع کیا جائے لیکن آخر میں یہ رائے قرار پائی کہ ہجرت سے سنہ کا تقرر ہو۔

ان روایات کی مزید تشریح امام شعبی کی روایت سے ہوتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ:

ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ آپ کی جانب سے ہمارے پاس خطوط آتے ہیں مگر ان پر کوئی تاریخ نہیں ہوتی۔ اور یہ وقت وہ تھا کہ حضرت عمرؓ نے حکومت کے مختلف دفاتر قائم کر دیئے تھے۔ اور خراج کے وصول و ضوابط بن گئے تھے۔ اور اس سے محسوس کر رہے تھے کہ ضبط اوقات کے لئے ایک خاص تاریخ قرار پائے۔ پرانی تاریخیں موجود تھیں لیکن وہ پسند نہیں کرتے تھے کہ انہیں اختیار کریں۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے لکھا تو انہیں زیادہ توجہ ہو گئی۔ صحابہؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ مشورہ میں سب کی یہی رائے قرار پائی کہ ہجرت کا واقعہ بنیاد بنا کر سنہ ہجری اختیار کی جائے۔

ابو ہلال عسکری نے "الاوائل" میں اور طبری نے اپنی تاریخ میں حضرت سعیدؓ بن المسیب سے نقل کیا ہے کہ واقعۂ ہجرت سے سنہ شروع کرنے کی رائے حضرت علیؓ نے دی تھی۔ وہ کہتے ہیں جب حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ کس تاریخ سے کس تاریخ کا حساب شروع کیا جائے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اس سے جس دن کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی۔ اور مسعودی نے یعقوبی نے بھی اسے منجملہ ان امور کے قرار دیا ہے جو حضرت علیؓ کی رائے سے انجام پائے ۱۷ھ کے واقعات میں لکھا ہے:

اس زمانے میں حضرت عمرؓ نے ارادہ کیا کہ ضبط حساب کے لئے ایک تاریخ قرار دے دی جائے۔ پہلے انہیں خیال آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے شروع کریں پھر خیال آیا کہ آپ کی بعثت کے واقعہ سے شروع کی جائے۔ لیکن حضرت علیؓ نے رائے دی کہ ہجرت سے شروع کرنا چاہئے۔

قومی سنہ کی ضرورت اور اہمیت

ان روایات کے مطالعے کے بعد ضروری ہے کہ بعض امور پر غور کیا جائے۔ سب سے پہلی بات جو سامنے آتی ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اور صحابہؓ نے یہ ضرورت محسوس کی کہ ایک نیا سنہ قرار دیا جائے۔ امام شعبی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ تاریخ کے تعین و تقرر کی ضرورت محسوس کر رہے تھے لیکن پسند نہیں کرتے تھے کہ دوسری قوموں کی تاریخ اختیار کریں۔ پہلی روایت میں ہے جس میں ہرمزان کو بلانے اور مشورہ کرنے کا ذکر ہے یہ خوزستان کا بادشاہ تھا اور مسلمان ہو کر مدینہ میں مقیم ہو گیا تھا۔ حضرت عمرؓ کی مجلس شوریٰ میں اس کا بار بار ذکر آتا ہے۔ بیرونی لکھتا ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اس سے مشورہ کیا تو اس نے نہ صرف ایرانیوں کا طریقہ بتایا بلکہ رومیوں کے طریقے کی بھی تشریح کی۔ بعض اصحاب کو خیال ہوا انہیں دونوں میں سے کوئی سنہ اختیار کر لیا جائے۔ لیکن حضرت عمرؓ اور لوگ اس سے متفق نہ ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایرانیوں اور رومیوں کے سنین بھی صحابہؓ میں زیر بحث رہے اور بعض نے اسے اختیار کرنے کی رائے بھی دی۔ لیکن عام رجحان اس طرف تھا کہ نیا سنہ مقرر کیا جائے۔

قومی زندگی کی بنیادی اینٹ

اسلام کی تربیت نے صحابہؓ کے دل و دماغ میں قومی شرف و خودداری کی روح پھونک دی تھی۔ قومی زندگی کی بنیادیں جن اینٹوں پر استوار ہوتی ہیں ان میں سے ایک ایک اینٹ کے لئے ان کے اندر چاہ اور لگاؤ تھا اگرچہ وہ لفظوں اور تعبیروں میں بیان نہ کر سکیں۔ جب حضرت عمرؓ نے سنہ اور تاریخ کی ضرورت محسوس کی تو اگرچہ متمدن اقوام کے سنین رائج اور مستعمل تھے لیکن ان کی طبیعت ان کی طرف مائل نہ ہو سکی اس لئے ایسا کرنا صرف شرف و خودداری کے خلاف تھا بلکہ قومی زندگی کی بنیادی اینٹوں میں سے ایک اینٹ کھو دینا تھی۔

قومی زندگی کے بنیادی مقدمات میں سے ایک نہایت اہم چیز سنہ اور تاریخ ہے جو قوم اپنا قومی سنہ نہیں رکھتی وہ گویا اپنی بنیاد کی پہلی اینٹ نہیں رکھتی۔ قوم کا سنہ اس کی پیدائش اور ظہور کی تاریخ ہوتا ہے یہ اس کی قومی زندگی کی روایات قائم کرتا اور صفحۂ عالم پر اس کے اقبال و عروج کا عنوان ثبت کر دیتا ہے۔ یہ قومی زندگی کے ظہور و عروج کی ایک جاری و قائم یادگار ہے۔ ہر طرح کی یادگاریں مٹ سکتی ہیں لیکن یہ نہیں مٹ سکتی کیونکہ سورج کے طلوع و غروب اور چاند کی غیر متغیر گردش سے اس کا دامن بندھ جاتا ہے۔ اور دنیا کی عمر کے ساتھ اس کی عمر بھی بڑھتی رہتی ہے۔

سنہ اپنا ضروری تھا

ممکن نہ تھا کہ قومی زندگی کا ایک ایسا اہم معاملہ حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کے سامنے آتا اور ان کا دماغ غلط فیصلہ کرتا۔ اگر ایسا ہوتا تو اسلام کی دماغی تربیت غلط ہو جاتی کچھ ضروری نہیں کہ انہوں نے اپنے اس احساس کی کوئی توجیہ اور تعلیل بھی کی ہو۔ تاثر تعبیر اور تعلیل سے نہیں بلکہ فعل صحیح سے پیدا ہوتے ہیں۔ دیکھنا صرف یہ ہے کہ وہ اپنے اندر اس کے خلاف میلان نہ پیدا کر سکے۔ وہ باوجود غیر قوموں کی طرح کی علمی و تمدنی چیزیں قبول کر لینے کے ان کا سنہ قبول نہ کر سکے۔ خود بخود ان کی طبیعت کا فیصلہ یہی ہوا کہ قومی سنہ سب سے الگ اور اپنا ہونا چاہئے جس کی بنیاد اپنی تاریخ کے کسی واقعہ پر ہو۔ یہ قومی زندگی کی بنیادی اینٹوں میں ایک اینٹ تھی اس لئے ضروری تھا کہ اپنی ہو اور اپنے ہی ہاتھ سے رکھی جائے انہوں نے یہی کیا اور اسلام نے جو ذہنیت ان کی پیدا کر دی تھی اسے یہی کرنا تھا۔

امام شعبی کی روایت میں صاف موجود ہے۔ "ولم یحب التواریخ القدیمہ" یعنی حضرت عمرؓ ایک تاریخ کے تعین کی ضرورت محسوس کر رہے تھے۔ مگر پسند نہیں کرتے تھے کہ قدیم تاریخیں اختیار کریں۔ اس کا مطلب صاف یہ ہے کہ وہ کسی دوسری قوم کی تاریخ کا اختیار کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور یہ معاملہ ان کی نظر میں ایسا تھا جس کے لئے ضروری تھا کہ مسلمانوں کی ایک قومی تاریخ قرار دی جائے۔ لیکن بعض مورخین نے اپنے ذوق و میلان طبع کے مطابق ۱۷ کی تعیین شروع

مولانا وحید الدین خاں

سنّتِ رسولؐ

سنت عربی زبان میں طریقہ کو کہتے ہیں۔ [illegible]

[illegible]

تدریج یا حقیقت پسندی یعنی نظریاتی معیاروں کے بجائے حقیقی حالات و واقعات کی رعایت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلاح کے تمام معاملات میں ہمیشہ تدریج کی حکمت [illegible]

کے مطابق عمل کیا ہے۔ آج کل کی زبان میں کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا مسلک انقلابی ——

[illegible]

اپنے مشرکانہ رواج کے مطابق حج [illegible] آیا تو آپ نے فرمایا: مشرکین بیت اللہ میں

آئیں گے اور ننگے ہو کر حج کریں گے۔ مجھے پسند نہیں کہ میں حج کروں جب تک یہ چیزیں ختم نہ ہو جائیں۔ [illegible]

(تفسیر ابن کثیر، سورۃ توبہ)

[illegible]

دو سال تک انتظار فرمایا اور تیسرے سال میں وہ تمام اصلاحات نافذ کیں جو آپ ملک میں نافذ کرنا چاہتے تھے۔

تدریجی ڈھنگ پر عمل کرنے میں بہت سے فائدے ہیں جو کسی اور طریقے سے حاصل نہیں کئے جا سکتے۔

(۱) اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مطلوبہ تبدیلی کا پہنچنا یقینی ہو جاتا ہے۔ تدریجی طور پر آگے بڑھنا دوسرے لفظوں میں ایک ایک قدم کو سنبھالتے ہوئے اور مستحکم کرتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ [illegible] جو شخص اپنے سفر میں اس حکمت کو ملحوظ رکھے وہ ضرور منزل پر پہنچ کر رہے گا۔

(۲) [illegible]

[illegible]

ضرورتِ رشتہ

ایک لڑکی کے لیے رشتہ مطلوب ہے جس کی عمر قریباً بائیس سال ہے [illegible]

بقیہ: اسلامی سنہ کا آغاز سنہ ہجرت سے کیوں؟

کردیں۔ واقعہ کی اصل علت پر نظر نہ گئی نئے نئے معنی پہنانے لگے۔

واقعۂ ہجرت کا اختصاص

بہرحال اس معاملہ میں پہلی بات جو قابل غور تھی وہ قومی سنہ کا تقرر اور اس کی اہمیت کا احساس تھا۔ پھر کسی دور دراز کی توجیہ اختیار کرنے کی بات سامنے آجاتی ہے کہ حضرت عمر اور دوسرے صحابہ کی اس پہلو پر نظر تھی وہ محسوس کرتے تھے کہ قومی زندگی کی تنظیم کے لئے قومی سنہ ضروری ہے۔ اور اس لئے چاہئے کہ یہ بات پہلے سے طے کیا جائے۔ اور یہ تیار کیا جائے۔

اس کے بعد دوسرا اہم نقطہ واقعۂ ہجرت کا اختصاص ہے۔ اس پہلو پر بھی غور کرنا چاہئے کہ سنہ کی ابتدا قرار دینے کے لئے جس قدر بھی سامنے کی چیزیں ہو سکتی ہیں ان میں سے کسی چیز کی طرف ان کی نگاہ گئی۔ ہجرت نبوی کا واقعہ جو آغاز اسلام کی بے سروسامانیاں اور کمزوریوں کی یاد تازہ کرتا تھا۔ اختیار کیا گیا۔ آخر اس کی علت کیا تھی؟

مسلمانوں کا قومی سنہ قرار دینے کے لئے قدرتی طور پر جو چیزیں سامنے آتی ہیں وہ اسلام کا ظہور تھا۔ داعی اسلام کی پیدائش تھی۔ نزول وحی کی ابتدا تھی۔ بدر کی تاریخی فتح تھی۔ مکہ کا فاتحانہ داخلہ تھا۔ حجۃ الوداع کا اجتماع تھا جو اسلام کی ظاہری و باطنی فتح یابی کا اعلان تھا لیکن ان تمام واقعات میں سے کوئی واقعہ بھی اختیار نہیں کیا گیا۔ ہجرت مدینہ کی طرف نظر گئی جو نہ تو کسی پیدائش کا جشن تھا نہ کسی ظہور کی شوکت، نہ کسی جنگ کی فتح، نہ کسی غلبہ وتسلط کا شادیانہ بلکہ اس زمانہ کی یاد تازہ کرتا ہے جب آغاز اسلام کی بے سروسامانیاں اور ناکامیاں اس حد تک پہنچ گئی تھیں کہ داعی اسلام کے لئے اپنے وطن میں زندگی بسر کرنا ناممکن ہو گیا تھا۔ بے چارگی اور مظلومیت کی انتہا تھی کہ اپنا وطن، اپنا گھر، اپنے عزیز و اقارب اور اپنا سب کچھ چھوڑ کر صرف ایک رفیق غم گسار کے ساتھ رات کی تاریکی میں وہ بے یار و مددگار ہجرت ہوا تھا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قسم کے معاملات میں قدرتی طور پر دوسری قوموں کے نمونے سامنے آیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کے سامنے یہی نمونے موجود تھے لیکن وہ ان کی تقلید پر آمادہ نہ ہو سکے اور انھوں نے بالکل ایک دوسری راہ اختیار کرلی۔

واقعۂ ہجرت کی اہمیت

دنیا کی تمام قوموں نے فتح و اقبال سے اپنی تاریخ کا شروع کرلی ہیں۔ انھوں نے بے چارگی اور درماندگی سے اپنی تاریخ شروع کی۔ دنیا کی تمام قوموں نے چاہا اپنے ظہور کی سب سے بڑی فتح یا کسی دنیا کی تمام قوموں کا فیصلہ [illegible] کی قومی تاریخ اس وقت سے شروع ہوئی جب ان کی تاریخ کا سب سے بڑا انسان پیدا ہوا اور اس نے جنگ و قتال کے میدانوں میں فتح حاصل کی۔ لیکن ان کا فیصلہ تھا کہ قومی تاریخ کی ابتدا اس دن سے ہو جب سب سے بڑے انسان کی نہیں بلکہ سب سے بڑے عمل کی پیدائش ہوئی اور جنگ کے میدانوں میں فتح حاصل ہوئی ہو۔

صحابہ کرامؓ نے جب پیدائش اور بعثت کے واقعات چھوڑ کر ہجرت کا واقعہ انتخاب کیا تو ان کی نظر میں پیدائش، ظہور، فتح و اقبال و جشن و کامرانی پر تھی۔ وہ ظہور کا کامیابی و کامرانی کے طلب گار تھے، البتہ وہ فتح و اقبال کی صورت اور برگ و بار نہیں دیکھتے تھے۔ حقیقت اور اساس پر نظر رکھتے تھے اور یہ حقیقت قبول بھی تھی کہ اسلام کی پیدائش، ظہور، فتح و اقبال کی اصل بنیاد ان واقعات میں نہیں جو ظاہر نظر آتے ہیں۔ ہجرت مدینہ اور اس کے اعمال و حقائق میں ہے۔ اس لئے جو اہمیت دنیا کی نگاہ میں پیدائش، بعثت، بدر اور فتح مکہ کو تھی مقصد وہ ان کی نظروں میں ہجرت مدینہ کو حاصل تھی۔

اسلام کے ظہور کی تاریخ دراصل دو بڑے اور اساسی عہدوں پر منقسم ہے۔ ایک عہد مکہ کی زندگی اور اعمال کا ہے۔ دوسرا مدینہ کے قیام اور عمل کا ظہور۔ اسلام کا پہلا دور جو بعثت سے شروع ہو کر ہجرت پر ختم ہوا۔ اور جس کا نقطۂ تکمیل ہجرت کا معاملہ تھا۔ بلاشبہ دنیا کی ظاہر بین نگاہوں میں یہ مصیبتوں کا دور اور بے چارگیوں اور درماندگیوں کا سلسلہ تھا لیکن باطن امت مسلمہ کی ہر آنے والی فتح مندی اسی کی تہوں اور ظلمتوں کے اندر نشو و نما پا رہی تھی یہ مصیبتیں تو جماعت کی تربیت و اخلاق کے لئے قیام، امتحان کا دور اور تزکیۂ نفوس و ارواح کی امتحان گاہ تھی۔

تکمیل کار کا اعلان

ہجرت کا [illegible] اس دور کی مصیبتوں کی انتہا تھا۔ [illegible] سعادتوں کی بھی آخری تکمیل تھا۔ صحابہ کرامؓ اس حقیقت سے بے خبر نہ تھے۔ اور کیوں کر بے خبر ہو [illegible] کیوں کر بے خبر ہو سکتے تھے جب کہ اس کی رات کی تاریکی کی اصلی روح اس معاملے میں مضمر تھی۔

پس جب یہ سوال سامنے آیا کہ اسلامی سنہ کی ابتدا کس واقعہ سے کی جائے تو انھیں کسی [illegible] کی ضرورت نہیں ہوئی [illegible] وقت کے تمام [illegible] و اقبال کی اصلی [illegible] ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا واقعہ لینا سب سے بڑا واقعہ تھا لیکن [illegible] شخصیت سامنے آتی تھی، شخصیت کا عمل سامنے نہیں آتا تھا۔ بعثت کا واقعہ بھی سب سے بڑا واقعہ تھا لیکن وہ معاملہ کی ابتدا تھی انتہا و تکمیل نہ تھی۔ بدر کی جنگ اور مکہ کی فتح عظیم واقعات تھے لیکن وہ اسلام کی فتح و اقبال کی بنیاد نہ تھے کسی دوسری بنیاد کے نتائج و ثمرات تھے۔ یہ تمام واقعات ان کے سامنے تھے لیکن ان میں سے کسی پر بھی طبیعتیں مطمئن نہ ہو سکیں۔

بالآخر جب ہجرت کا واقعہ سامنے آیا تو سب کے دلوں نے قبول کر لیا کیوں کہ انھیں یاد آگیا اسلام کے ظہور و عروج کا مبداء حقیقی اسی واقعہ میں پوشیدہ تھا اور اس لئے یہی واقعہ ہے جسے اسلامی تاریخ کا مبداء بننا چاہئے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن عظیم نے واقعہ ہجرت کا ذکر اس طریقہ پر کیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بے سروسامانی و غربت کے اسی عمل میں فتح و نصرت الٰہی کی سب سے بڑی معنویت پوشیدہ ہے۔

••

سود لینا اور دینا حرام ہے

بقیہ

اسلام پندرہویں صدی میں

[illegible] اسلامی [illegible] تمام [illegible] و اختلاف [illegible] سب سے ایک [illegible] حادی [illegible] [illegible] [illegible] کے خلاف [illegible] [illegible] مسلمانوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

اور آخرت کی دعوت کو [illegible]

[illegible] اس لئے

استقلال کا عزم [illegible]

اقل مطہر

انبیاء کرام اور انکا پیغمبرانہ مشن!

[illegible] اسلام [illegible] مبعوث [illegible] ہوئے [illegible] دعوت اور تبلیغ [illegible] آپ کے مخاطب [illegible]

[illegible]

[illegible] ابراہیم [illegible] رسول اللہ [illegible] بیٹھتے تمام [illegible] آپ [illegible] رسول [illegible] حضور [illegible]

[illegible] بنی اسرائیل میری امت [illegible] بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔ قرآن حدیث اور حضور کی پیغمبرانہ زندگی اور روایات جو آج ہمارے سامنے ہے جس [illegible] وقت [illegible] یہود و نصاریٰ کو بھی مخاطب بنایا مشرکین آتش پرست اور منکرین خدا کے سامنے بھی اسلام پیش کیا۔ الغرض جو کچھ ما انزل [illegible] اس کے تمام پہلوؤں کے سامنے اسے رکھ دیا۔ آپ نے نہیں سوچا کہ یہود اور نصاریٰ بگڑے ہوئے مسلمان ہیں ان کی اصلاح مقدم ہے [illegible] اس لئے پہلے ان میں کام کیا جائے پھر اس کے بعد دوسری قوموں کو مخاطب کیا جائے گا۔ اور حضور ایسا کر بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ اللہ کا حکم یہ تھا کہ اسلام بلا تفریق پوری انسانیت کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس وقت [illegible] میں تبلیغ اسلام [illegible]

مسلمانوں کی [illegible] دینی کاموں [illegible] [illegible] مختلف [illegible] کر کے [illegible] مسلمانوں کا [illegible]

[illegible]

[illegible] مطالعہ [illegible] کس طرح حضور کی دعوت [illegible] ہے جیسی [illegible] دونوں کا حقیقی [illegible] اس طریقہ کو ترک کر کے جس پر حضور نے اپنی ساری زندگی [illegible] اس کو چھوڑنے اور بدلنے کی وجہ قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کریں۔ ہم مسلمان حضور کے اسوۂ حسنہ کو زندگی کے ہر شعبے میں واجب العمل سمجھتے ہیں۔ آپ نے جو طریقہ [illegible] اس سے بہتر مفید دوسرا کوئی طریقہ ہرگز ایجاد نہیں کیا جا سکتا جب جامعہ سلف حضور کی تبلیغی زندگی موجود ہے تو پھر اس سے روگردانی کرنا نادانی اور جہالت کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں میں کلمہ سکھانے اور نماز کی دعاؤں کے [illegible] کرنے کیلئے گھومنا پھرنا یا مسلمانوں کے درمیان وقتاً فوقتاً تبلیغی اجتماعات کرنا ایک سہل آسان اور شہرت سے خالی کام ہے اور طبیعت اس راستہ کو اختیار کرتی ہے بت پرستوں مشرکوں اور منکرین خدا کے سامنے قرآن کی آیتوں کو پیش کرنا دشوار اور پرخطر ہے۔ اس لئے اس راہ پر چلنے کے لئے ساری طبیعتیں آمادہ نہیں ہوتیں حالانکہ تمام نبیوں نے اسی پرخطر راستہ میں اپنی ساری زندگیاں صرف [illegible] ہم مسلمان علماء سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ

اس دور کی جماعتوں کے رہنماؤں اور قائدین سے اپیل کریں کہ وہ اپنے دائرے کو صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ دنیا کی تمام قوموں اور [illegible] کہ اللہ اور اس کے رسول کا یہی حکم ہے۔ اللہ اور رسول [illegible] کو سمجھنے والا کوئی [illegible] پہلے مسلمانوں کو [illegible] بنایا جائے گا۔ [illegible] شیطانی [illegible]

[illegible] ہمارے [illegible] اللہ اور اس کے رسول [illegible] فرض [illegible] [illegible] اکثر [illegible] آج قرآن [illegible] ان کی [illegible] کو شکست کو تنزل کرتا ہے۔ اور دنیا میں بھی ان کی عزت اور تمکن فی الارض نصیب کرتا ہے یہ اللہ کی قدیم سنت ہے اور اس کے خلاف کبھی نہیں ہوا۔ مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے مسائل سے کنارہ کش ہو کر اس عظیم جدوجہد میں لگ جانا چاہئے۔ تمام مسائل کا حل اسی جدوجہد میں پوشیدہ ہے۔ اس سلسلہ میں میں نے بہت سے رسائل لکھے ہیں۔ آج ہی آنے کا ٹکٹ بک پوسٹ کے لئے بھیج کر رسائل مفت حاصل کیجئے۔ ہندی اور انگریزی میں بھی صاف کیجئے۔

رسائل ملنے کا پتہ: سکریٹری جامعہ اسلامیہ۔ پوسٹ الحق [illegible] ضلع [illegible] (بہار)

المرسل: مولانا [illegible] شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ۔ عبیداللہ پور۔

طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ

بقیہ جزا کا نظام

جاری [illegible] ریڑھ کی ہڈی کا آخری حصہ [illegible] باقی رہے گا۔ اور اسی سے قیامت کے دن جسم کی ترکیب ہوگی۔ (بخاری و مسلم) اس کے علاوہ ہر دور میں نوع انسانی کے تمام طبقات میں ایک دوسری زندگی کے وجود کا شعور پایا جاتا ہے جس میں انسان کو اپنے اچھے برے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ تمام افراد و بشر میں بلا استثنا اس شعور کا پایا جانا اس کے ایک واقعی حقیقت ہونے کی دلیل ہے جس طرح انسان کو بھوک [illegible] کا احساس بھوک پیاس کا شعور اور غذا و پانی کے وجود کا یقین پیدا کرتا ہے۔ اور اس کا شعور [illegible] فطرت [illegible] ہوتا ہے۔۔

بقیہ: اسلام [illegible]

[illegible] کے [illegible] جائے جیسا [illegible] [illegible] اپنے [illegible] کے ساتھ [illegible] [illegible] نے [illegible] خوب [illegible] بہت [illegible] [illegible] کے تحت [illegible] دو [illegible] اسلامی دعوت [illegible] اور قومی وحدت [illegible] اسلام [illegible] کا حریف بنا دیا اور کہیں کا نہیں [illegible] کا نتیجہ یہ ہوا کہ [illegible] کے ساتھ ہر جگہ بالکل [illegible] کی مقابلہ آرائی شروع ہو گئی اور سارے [illegible] امکانات غیر استعمال شدہ حالت میں پڑے رہ گئے۔

کمیونزم [illegible] سال سے [illegible] زیادہ لمبی مدت مسلمانوں نے کمزوری [illegible] شرک کی جگہ جدید شرک (کمیونزم) کی صورت میں [illegible] دیا۔ اب کم از کم کمیونزم [illegible] کام کرنے کی وہ مشکلات پیدا ہو گئی ہیں جو اس سے پہلے [illegible] تمام غیر کمیونسٹ دنیا میں اب بھی کام کے مواقع کھلے ہوئے ہیں اور صبا [illegible] صدی [illegible] اسلامی [illegible] کا آغاز کیا جا سکتا ہے [illegible] کیا جا سکتا۔

[illegible] اسلامی [illegible] میں [illegible] جنوری ۱۹۸۱ کو [illegible] گیا۔

اسلام پندرھویں صدی ہجری میں

حالانکہ خدا پرست مسلمانوں کے لیے ایسا امکان کھلا ہوا تھا کہ وہ تہذیب مغرب کے پیدا کردہ حالات کو اپنے دعوتی مقاصد میں استعمال کر کے مغرب کو اپنا طریقہ پیش کر سکتے تھے۔ مگر مسلمانوں نے بر وقت اس داخلی صدی کا ثبوت نہ ابھارا۔ تیرھویں صدی ہجری کی یہ دو واقعہ دوبارہ [illegible] سے پیش آتا ہے آخری صدی ہجری میں تاریخ واقعیہ کے خادمان اسلام بن جانے کی صورت میں آچکا ہے۔

موجودہ زمانہ کی اسلامی تحریکیں

چودھویں صدی ہجری میں ساری مسلم دنیا میں بے شمار اسلامی تحریکیں اٹھیں۔ مگر شکل کے فرق کے باوجود یہ تمام تحریکیں ردعمل کی تحریکیں تھیں نہ کہ حقیقی معنوں میں مثبت تحریکیں۔ جدید مسلم قیادت مغربیت کے نام سے جس چیز سے واقف ہوا وہ صرف یہ تھا کہ ایک حد اور قوم ہے جو ہمارے لیے سیاسی چیلنج بن کر اٹھی ہے۔ وہ اس بات سے بے خبر ہو گئے کہ مغرب دراصل جدید ترقی کی دریافت کا نام ہے اور یہ ترقی اسلام کے لیے نئی امید ہیں بلکہ بالواسطہ طور پر خود اسلامی انقلاب کی پیداوار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم تحریکیں نئے امکانات سے فائدہ اٹھا نہ سکیں اور جدید قوموں کے مقابلہ میں صرف ایک منفی ردعمل ادا کر کے رہ گئیں۔

اس صورت حال کا مزید نقصان یہ ہوا کہ دوسری قوموں سے ہمارا صحیح اسلامی رشتہ قائم نہ ہو سکا۔ مسلمان کے لیے دوسری قومیں مدعو کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مگر مذکورہ منفی نفسیات کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہم نے ان قوموں کو مدعو سمجھنے کے بجائے صرف حریف کی نظر سے دیکھا۔ اسلامی تحریکیں نہ رہیں بلکہ سیاست کی تحریکیں بن گئیں۔ تحریکوں نے الفاظ کے فرق کے ساتھ جدید دنیا کو جس "اسلام" سے واقف کرایا وہ محض ایک قسم کا قومی اسلام تھا۔ وہ اسلام نہیں جو انسانوں کو آخرت کی ابدی کامیابی کا راستہ دکھانے آیا ہے [illegible] کا تعلق۔ حریف اور مدمقابل کا اسلام بن کر رہ گیا۔

مسلم تحریکیں اپنی [illegible] کے دور میں [illegible] مغرب [illegible] کے خلاف [illegible] اٹھیں [illegible]۔ [illegible] کے خلاف اپنی [illegible] تحریکی [illegible] نظام [illegible] کے ساتھ سو سال سے زیادہ [illegible] جاری ہے [illegible]۔ [illegible] کے پس منظر میں [illegible] اس طویل غیر حقیقت پسندانہ سیاست کی [illegible] مسلمانوں کو [illegible] ہے کہ پوری کی پوری مسلم دنیا ایک قسم کے

ذہنی جمود وعظمت
شکار ہو کر رہ گئی ہے اور اب کوئی حقیقت پسندانہ بات اسے اپیل ہی نہیں کرتی

فخر نہیں ذمہ داری

پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے یکم اکتوبر ۱۹۸۰ کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک تقریر کی۔ ان کی ڈیڑھ گھنٹہ کی یہ تقریر ان کے اپنے الفاظ میں دنیا بھر کے ۹۰ کروڑ مسلمانوں کے ترجمان کی حیثیت سے تھی۔ ان کی تقریر کا ایک پیراگراف یہ تھا:

• یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ پندرھویں صدی ہجری میں داخل ہوتے ہوئے ہم نے اپنے مذہب، اپنے عظیم کلچر اور اپنے مثالی سماجی اور معاشی اداروں میں اپنے فخر کو دوبارہ دریافت کر لیا ہے۔ امکان ہے کہ اس صدی کا آغاز ایک نئے عہد کا آغاز ثابت ہوگا جب کہ امن، انصاف، انسانی برابری اور رواداری کے بارے میں ان کا بے مثل شعور انسانیت کو دوبارہ اس قابل بنائے گا کہ وہ انسانیت کی بھلائی میں قابل قدر حصہ ادا کر سکیں۔

جنرل محمد ضیاء الحق نے یہ بات موجودہ مسلمانوں کی تعریف کے طور پر کہی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کے اندر مسلمانوں کا وہ المیہ بھی چھپا ہوا ہے جس نے موجودہ زمانہ میں ان کی تمام اسلامی کوششوں کو بے قیمت بنا دیا ہے۔ آج ساری مسلم دنیا میں اسلام کے نام پر جو سرگرمیاں جاری ہیں مگر یہ ساری دھوم [illegible] کے طور پر ہے ذکر دو اور ذمہ داری کے طور پر۔ قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ دینی سرگرمی فخر کے احساس کی بنیاد پر اٹھتی ہے (حدید۔ ۲۰) اور آخرت کی ضرورت کے احساس کی بنیاد پر۔ دنیا پرستانہ فخر سے انانیت اور مطالبہ کا جذبہ ابھرتا ہے اور ضرورت سے عجز اور ذمہ داری کا۔ اسلامی تحریک [illegible] ہے جو عجز سے ابھرنے کے لیے۔ مگر موجودہ زمانہ کی اسلامی تحریکیں دنیا میں بڑائی حاصل کرنے کے جذبہ سے اٹھی ہیں۔ قومی سربلندی کے احساس نے ان کو کھڑا کیا ہے۔ آج کے مسلمانوں کے لیے اسلام ایک تاریخی فخر ہے نہ کہ حقیقتاً آخرت کی مراد مستقیم یہ واقعہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ موجودہ مسلمانوں کی قومی تحریکیں ہی دراصل حقیقی معنوں میں اسلامی تحریکیں ہیں۔ مسلمانوں کے یہاں آج جس مذہب کی دھوم ہے وہ خدا کا

مذہب ہے۔ خدا کا مذہب۔ کیونکہ فخر کا مذہب نفسیات ابھرتی ہے اور خدا کا مذہب سے ذمہ داری کی نفسیات۔ حقیقی اسلام آدمی کے اندر عجز اور تواضع پیدا کرتا ہے۔ اور جہاں عجز اور تواضع ہو وہاں گویا ساری بھلائیاں جمع ہو گئیں۔ کیونکہ ہر خرابی کی جڑ کبر اور ہر بھلائی کی جڑ عجز ہے۔ ایسے افراد میں ان کے اسلام کے لازمی نتیجہ کے طور پر خدا کا خوف، آخرت کی طلب، باہمی اتحاد، ایک دوسرے کی خیر خواہی، شکایتیں نہ ہونا، [illegible] اور حقوق کے مقابلہ میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس جاگ اٹھتا ہے۔ اور جس سماج میں ایسی خصوصیات والے انسان ہوں گویا وہاں زمین پر جنت اتر آئی۔ وہ اپنے آپ دنیا میں سب سے اونچا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس قومی اسلام قوم کے اندر فخر و ناز کی نفسیات پیدا کرتا ہے۔ اور جہاں فخر و ناز کے جذبات ہوں وہاں گویا تمام برائیاں جمع ہو گئیں۔ ایسے افراد کے اندر انانیت، آخرت سے بے حسی، اپنی غلطیوں کو دیکھنے کے بجائے دوسروں کا احتساب، اور پھر ان کیفیات کے نتیجہ میں اختلاف اور باہمی اکراؤ عام ہو جاتا ہے۔ وہ خاموش تعمیری کام کے مقابلہ میں ہنگامی کاموں کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔ وہ پیچھے چلنے کے بجائے آگے چلنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ وہ اپنے معمولی کام کو بھی بڑے بڑے الفاظ میں بیان کرتے ہیں تاکہ اپنے جذبہ برتری کے جذبہ کو تسکین دے سکیں۔ اسلام ایسے لوگوں کے یہاں بیان کرنے سے زیادہ کہنے کی چیز ہوتا ہے۔ اور جہاں ایسا اسلام ہو وہاں لوگوں کے اوپر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے نہ کہ خدا کی رحمت و نصرت۔

یہودیوں کی صہیونی تحریک سے ہم اسرائیل۔ عظمت کی ایک [illegible] تحریک [illegible] احساس، عظیم ماضی کی ذہانت و [illegible] کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے اٹھی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی بھی ایک [illegible] تحریک [illegible] زمانہ کی مسلم تحریکیں کسی نہ کسی اعتبار سے اپنے فخر ماضی کو دوبارہ لوٹانے کے جذبہ سے اٹھی ہیں۔ یہ تحریکیں [illegible] اور جدید دور کی تحریکیں مذہبی اصطلاحات استعمال کرنے کے باوجود حقیقی معنوں میں مذہبی تحریکیں نہیں ہیں وہ بنیادی طور پر قومی تحریکیں ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی قومی عظمت کے جذبات کے تحت اٹھنے والی تحریکیں بھی محض اس لیے

اسلامی تحریکیں نہیں بن جائیں گی کہ وہ اپنے مقصد کو اسلامی الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔ خدا کے یہاں حقیقت کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے نہ کہ ظاہر کے اعتبار سے۔ جو تحریک قومی نفسیات کے ساتھ اٹھے وہ خدا کی نظر میں قومی تحریک شمار ہوگی، اگرچہ قرآن و حدیث کے الفاظ استعمال کرتی ہیں۔ اسلامی تحریک کا مقام نہیں دے سکتے۔ اور خدا کے [illegible] ہر تحریک محض حقیقی اسلامی تحریک کے لیے مقدر ہیں۔

کرنے کا کام

اسلام چونکہ آخری دین ہے، اس لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے وجود کے اعتبار سے قیامت تک باقی رہے اسی لیے دین کا تحفظ ایک ضروری اور مطلوب کام ہے موجودہ زمانہ کی بعض تحریکوں نے اس اعتبار سے یقیناً مفید خدمات انجام دی ہیں۔ وہ اسلام کے فکری اور علمی نقشے کی حفاظت کا باعث ہوئی ہیں۔ بعض ادارے عربی اور حدیث اور اسلامی مسائل کے لٹریچر کو محفوظ کرتے ہیں۔ بعض جماعتیں اسلامی عبادات کے ڈھانچہ کو ایک نسل سے دوسری نسل تک پہنچانے کا کام کر رہی ہیں۔ کچھ ادارے قرآن و حدیث کا متن صحت و صفائی کے ساتھ چھاپ کر ہر جگہ پھیلا رہے ہیں۔ تمام کام بجائے خود مفید ہیں۔ مگر یہ حفاظت دین کے کام ہیں نہ کہ دعوت دین کے۔ جہاں تک اسلام کو دوبارہ قوت کی حیثیت سے زندہ کرنے کا سوال ہے موجودہ [illegible] میں ابھی تک واقعہ نہیں ہو سکا۔ حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کو اس کا شعور بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے کاموں کو اسلامی دعوت کا عنوان دے دیتے ہیں جن کا اسلامی دعوت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

پندرھویں صدی [illegible] نئی اسلامی کام کے آغاز کی [illegible] ہے کہ ہم اس صورت حال کو محسوس کریں [illegible] دنیا میں اسلامی تحریک کو [illegible] کے ہم معنی بنا رکھا ہے۔ مسلمان ہر جگہ اپنے وقت کے حکمرانوں کے خلاف شدید شور برپا کر رہے ہیں [illegible] سیاسی [illegible]۔ غیر مسلم اقتدار کے خلاف [illegible] مسلم اقتدار کے خلاف [illegible] کے رد عمل میں [illegible] احتجاج کے رد عمل میں [illegible] سیاسی فلسفے [illegible] ہے اور [illegible] ہے [illegible]

D (D) 712

FORTNIGHTLY TARJUMAN

317, PRESS STREET, SADAR BAZAR, DELHI-110006

مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کا نصاب

بحمد اللہ سیکڑوں مدارس میں رائج ہے آپ اپنے مدارس کے نصاب میں داخل کیجئے۔

تعلیم اسلام کا قاعدہ	۱/۰۰ روپیہ
〃 〃 حصہ اوّل	〃 ۱/۵۰
〃 〃 〃 دوم	〃 ۲/۵۰
〃 〃 〃 سوم	〃 ۳/۰۰
〃 〃 〃 چہارم	〃 ۴/۰۰
〃 〃 〃 پنجم	〃 ۵/۰۰
اسلامی کہانیاں حصہ اوّل	〃 ۱/۵۰
〃 〃 〃 دوم	〃 ۲/۰۰
〃 〃 〃 سوم	〃 ۲/۵۰
معلومات عامہ حصہ اوّل	〃 ۱/۵۰
〃 〃 〃 دوم	〃 ۲/۰۰
〃 〃 〃 سوم	〃 ۲/۵۰
آسان حساب حصہ اوّل	〃 ۱/۵۰
〃 〃 〃 دوم	〃 ۲/۳۰
〃 〃 〃 سوم	〃 ۲/۳۰
〃 〃 〃 چہارم	〃 ۴/۰۰
ہندی پرائمری ٹیسٹ	〃 ۱/۰۰
ہندی پرائمری اوّل	〃 ۱/۰۰

دیگر نشریات

حسن عمری	۱/۰۰ روپیہ
فضائل ماہ محرم [illegible]	〃 ۴/۰۰
ایمان ایمانیات	〃 ۲/۵۰
حب رسول کا تقاضہ	〃 ۱/۰۰
دینی تحریک میں بناؤ بگاڑ کا مفہوم	〃 ۶/۵۰
تفسیر ابن کثیر پارہ اوّل	〃 ۵/۰۰
〃 〃 〃 دوم	〃 ۴/۰۰
〃 〃 مجلد یکجا	〃 ۱۰/۰۰
ثنائی پاکٹ بک	〃 ۱/۵۰
اسلام اور اہلحدیث (حضرت مولانا ثناء اللہ)	〃 ۵/۰۰
تقویۃ الایمان (مع) شاہ اسمٰعیل	

اولین فرصت آرڈر دیکر فرمائیں شکریہ کا موقع دیں یاد رکھیے مکتبہ ترجمان سے کتب کی خریداری جمعیت اہلحدیث ہند کا استحکام ہے۔ (منیجر مکتبہ ترجمان)

پتہ مکتبہ ترجمان ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی ۶

مولانا آزاد کی مشہور تصانیف

مضامین الہلال صفحات ۳۳۲ مجلد	۷/۰۰ روپیہ
تبرکات آزاد - مکتوبات آزاد صفحات ۳۴۲	۱۲/۰۰ 〃
ترجمان القرآن (جدید طباعت) مجلد	〃 ۹/۵۰
شہید اعظم 〃 〃	〃 ۴/۰۰
غبار خاطر 〃 〃	〃 ۱۴/۰۰
انسانیت موت کے دروازے پر تمام خلفاء کا دور	
(بہترین طباعت کاغذ سفید)	〃 ۹/۰۰
کاروان خیال مجلد صفحات ۱۲۸	〃 ۹/۰۰

محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۷ دہلی ۶

تصانیف حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

اسلام اور اہلحدیث	۱/۰۰ روپیہ
اہل حدیث کا مذہب	〃 ۳/۰۰
ثنائی ترجمہ والا قرآن مجید کا پارہ اول	
مع سوانح عمری ہدیہ	〃 ۲/۰۰

دستور المتقی مجلد عمدہ طباعت	۱۰/۰۰ روپیہ
مروجہ ایصال ثواب قرآن خوانی چالیسویں کے خلاف ہے	〃 ۲/۰۰
شہدائے احد سترصحابہ کی سیر و واقعات	〃 ۰/۰۰

آرڈر کے ہمراہ پیشگی رقم کا آنا ضروری ہے
محصول ڈاک بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۷ دہلی

رحمۃ للعالمین اول دوم و سوم مجلد یکجا	۲۲/۵۰ روپیہ
ترمذی شریف [illegible] مکمل دو جلد	〃 ۶۰/۰۰
افضل [illegible]	〃 ۹/۰۰
فقہ محمدی [illegible] سات حصے مجلد یکجا	〃 ۲۶/۰۰

الیس [illegible] پرنٹر پبلشر نے مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند کی جانب سے [illegible] پرنٹنگ پریس گلی [illegible] بازار [illegible] سے چھپوا کر ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی سے شائع کیا۔

آپ کے مطالعہ کیلئے مستند و نادر کتب

[illegible] سی ہی [illegible]	۹/۰۰ روپیہ
شرک کیا ہے [illegible] ابن تیمیہ	〃 ۲/۵۰
توحید کیا ہے [illegible] الاسلام	
[illegible] عبدالوہاب	〃 ۱۰/۲۵
مسنون دعائیں	〃 ۱/۲۵
عمر خیر [illegible] - علامہ [illegible] سلیمان	
منصور پوری	〃 ۲/۰۰
گرداب کا جادو - سفاء علیہ الحدیث	〃 ۲/۵۰
قانون الٰہی یا انسان	
[illegible]	〃 ۲/۵۰
چالیس حدیث	
اردو - انگریزی ہندی	〃 ۸/۰۰
قرآن اور دعوت انقلاب	
سید قطب شہید	〃 ۳/۲۵
اقبال اور سوشلزم	
ڈاکٹر ایس اے رحمان	〃 ۴/۰۰
مولانا مودودی پر تحریم کیوں؟	
سجاد خان	〃 ۲/۵۰
حضرت عائشہؓ کی شادی اور [illegible]	
محمد فاروق خان	〃 ۰۰/۷۵
رسول اکرم کی نماز	
علامہ محمد اسمٰعیل گوجرانوالہ	〃 ۰۰/۰۰

آرڈر کے ہمراہ پیشگی رقم کا آنا ضروری ہے
محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان ۳۱۷ پریس اسٹریٹ صدر بازار دہلی

یا

مکتبہ ترجمان پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰۷ دہلی

ضرورت عالم

جمعیۃ اہلحدیث آدم پور ضلع بستی کو ایک ایسے عالم کی ضرورت ہے جو پرائمری درجات کی تعلیم کے ساتھ ساتھ امامت وخطابت کے فرائض بھی انجام دے سکیں۔ مشاہرہ معقول دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ ضرورت مند حضرات رجوع کریں۔

الیاس احمد

ناظم مدرسہ اسلامیہ آدم پور پوسٹ [illegible] ضلع بستی